السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صورت احوال یہ ہے کہ بندہ عرصہ ۳۳ سال سے جامع مسجد اہلحدیث شاد باغ لاہور میں درس وتدریس، خطابت اور امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے، لیکن ۱۹۹۴ء میں مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اب الحمد للہ علاج معالجے کے بعد روبصحت ہوں، لیکن دایاں ہاتھ ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا اور عرصہ دو سال سے نماز ظہر اور نماز عصر پڑھا رہا ہوں۔

گزشتہ دنوں چند نمازیوں نے کہا کہ میں امامت کے دوران نماز کے ارکان ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا۔ حالانکہ بہت سے نمازیوں نے کہا کہ مجھے نماز پڑھاتے رہنا چاہیے اور انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اب میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں میری نماز کی ادائیگی دیکھ کر احباب کے لیے رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (ڈاکٹر مولانا عبد الغفور مہتمم مدرسہ بلاغ التوحید زیر نگرانی انجمن اہلحدیث رجسٹرڈ شاد باغ لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کی نماز کی ادائیگی کے بارے میں کچھ کہنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز فرائض اور ارکان کی ایک ہلکی پھلکی فہرست پیش کردوں تاکہ اس فہرست کو سامنے رکھ کر آپ کے مقتدی آپ کی نماز کی ادائیگی کے بارے میں صحیح رائے قائم کر سکیں اور معترضین اپنے موقف کا صحیح جائزہ لے سکیں۔

فرائض وارکان کی تعریف

نماز کے فرائض وارکان سے مراد نمازی کے وہ اعمال اور ہیئات مراد ہیں جن کی ترکیب اور مجموعہ سے نماز کی ہیئت کذائی بنتی ہے اگر ان میں کوئی ایک عمل اور ہیئت ترکیبی رہ جائے تو نماز نماز ہی نہیں رہتی اور نہ شرعاً معتبر، اور وہ یہ ہیں:

۱۔ النیة

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ...۵... البینة

''انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) (صحیح البخاری: باب کیف کان بدء الوحی ج ا ص ۲)

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

یعنی اعمال کا قبول وعدم قبول نیتوں پر موقوف ہے، مگر اس نیت کا معنی قصد اور عزم ہے جس کا محل دل ہے زبان نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور کسی صحابی سے زبان سے بول کر نیت کرنا ہرگز ثابت نہیں۔ لہٰذا نیت مروجہ کے الفاظ نری بدعت ہیں۔

۲۔ تکبیر تحریمہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(أن النبي ﷺ قال «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ» (رواہ الشافعی واحمد وابوداود وابن ماجہ والترمذی وقال ھذا اصح شیئ فی ھذا الباب۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی چابی وضو ہے اور اس کا آغاز اللہ اکبر سے اور نماز سے فراغت السلام علیکم ہی سے ہے اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہی ہے کوئی دوسرا کلمہ اللہ اعظم یا اللہ الاکبر یا اللہ الکبیر ہرگز ثابت نہیں اور نہ یہ کلمات اس کا بدل ہیں۔''

:۔ قیام۳

فرض نماز میں قیام بھی نماز کا رکن ہے اگرچہ قیام کی رکنیت کتاب وسنت کی نصوص صریحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ تاہم مزید برآں اس کی رکنیت پر امت کا اجماع بھی ہوچکا ہے مثلاً: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقُومُوالِلّٰہِ قَانِتِينَ: ۲۳۸ ...البقرۃ اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو''۔ یہ آیت قیام کی رکنیت پر نص صریح ہے

(عن عمران بن حصین قال کانت بی بواسیر فسألت النبی ﷺ عن الصلوۃ فقال صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا۔ الحدیث۔ (الجامع الصحیح البخاری: باب اذا لم یطق قاعدا صلی علی جنب جلد ۱، ص ۱۵

جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا عارضہ لاحق تھا، میں نے نماز کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیسے پڑھوں؟ تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہوکر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے نہ ہوسکو تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، اگر بیٹھ نہ سکو تو کروٹ کے بل پڑھ لو۔''

:۔ قراءت فاتحہ۴

ہر فرض ونفل نماز کی ہر رکعت میں مقتدی اور امام اور منفرد پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بھی رکن ہے نماز سری ہو یا جہری ہو۔ جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(أن النبی ﷺ قال لَاصَلَاۃَ لِمَن لَم یَقرَأ بِفَاتِحَۃِ الکِتَابِ۔ الجامع الصحیح بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَۃِ لِلْإمَامِ وَالمَأمُومِ فِی الصَّلَوَاتِ کُلِّھَا، فِی الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَایُجْھَرُ فِیھَا وَمَایُخَافَتُ (جلد ۱ ص ۱۰۴

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اس مضمون کی اور بھی بیش از بیش احادیث مروی ہیں جو فاتحہ کی رکنیت پر بالصراحت دلالت کرتی ہیں۔ فلا مجال للخلاف ولا موضع لہ

:۔ رکوع۵

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب اذہان ہے:

یَاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوا ارْکَعُوا وَاسْجُدُوا ۷۷ ...الحج

''اے ایمان والو! رکوع اور سجدے کرتے رہو۔''

حدیث رفاعہ بن رافع (مسیئی الصلوۃ) کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاکِعاً۔ (سنن أبی داوٗد باب صلوۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ج ۱ ص ۱۳۱ وعون المعبود ج ۱ ص ۳۲۱

''پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔''

:۔ رکوع کے بعد والا قیام۶

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

(وَکَانَ إِذَارَفَعَ رَاسَہٗ مِنَ الرُّکُوعِ لَم یَسْجُدْ حَتّٰی یَستَوِیَہ قَائمًا۔ (صحیح مسلم: باب ما یجمع صفۃ الصلوۃ الخ ج ۱ ص ۱۹۴

''جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک آپ پوری طرح کھڑے نہ ہوجاتے سجدہ نہ کرتے۔''

:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۲

(کَانَ إِذَارَفَعَ مِنَ الرُّکُوعِ إِنْتَصَبَ قَائمًا۔ (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۱۸۹

''آپ رکوع کے بعد اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوتے۔''

(۔ قَالَ أَبُو حمید رفع النبی ﷺ وَاستَوٰی حَتّٰی یَعُودَ کُلُّ فَقَارٍ مَکَانَہ۔ (الجامع الصحیح: باب الطمانیۃ حین یرفع راسہ من الرکوع۔ ج ۱ ص ۱۱۰، ۳

''کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو اس طرح سیدھے ہوکر کھڑے ہوتے کہ کمر کی تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ لوٹ کر ٹھہر جاتیں۔''

:۔ سجدہ۷

:اس کی دلیل قرآن عزیز کی وہی نص صریح ہے جو رکوع کی رکنیت کے اثبات نمبر ۵ میں تحریر ہو چکی اور رفاعہ بن رافع کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا

(ثُمَّ اسجُد حَتّٰی تَطمَئِنَّ ساجِداً)) (سنن أبی داؤد : باب صلوۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود ج ا ص ۱۳۱))

''پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کر۔''

''بہرحال فرض اور نفل نماز کی ہر ایک رکعت میں مع الاطمینان دو سجدے فرض اور رکن ہیں اور اعضائے سجدہ سات ہیں۔ناک سمیت چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللَّهَ عَنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: «أُمِرتُ أَن أَسجُدَ عَلَی سَبعَةِ أَعظُمٍ عَلَی الجَبهَةِ، وَأَشَارَ بِیَدِهِ عَلَی أَنفِهِ وَالیَدَینِ وَالرُّكبَتَینِ، وَأَطرَافِ القَدَمَینِ۔ (الجامع الصحیح : باب السجدۃ علی الانف ج ا ص ۱۱۲، الدار قطنی مع المغنی، ج ا ص ۳۴۸)

''ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سات پنڈلیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ملا ہے وہ یہ ہیں: پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔''

۸آخری قعدہ :۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی رکنیت اور فرضیت کی تصریح فرماتے ہیں:

قَالَ: كُنَّا نَقُولُ قَبلَ أَن یُفرَضَ التَّشَهُّدُ: السَّلَامُ عَلَی اللَّهِ السَّلَامُ عَلَی جِبرِیلَ وَمِیكَائِیلَ, فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: " لَا تَقُولُوا هذا ولکن قولوا التحیات للہ وذکرہ۔ (رواہ الدار قطنی وقال اسنادہ صحیح۔ الحدیث باب فی ان التشھد فی الصلوۃ فرض ج ۲ ص ۲۸۲، اخرجہ الدار قطنی ج ا ص ۳۵۰، والبیھقی صحاہ رھو مشعر بفرضیۃ التشھد۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۸۰)

یہ نماز کی آخری رکعت میں سجدہ ہس کے بعد قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے۔

السید محمد سابق مصریؒ تصریح فرماتے ہیں:

(الثابت المعروف من ھدی النبی ﷺ انہ کان یقعد القعود الاخیر ویقرأ فیہ التشھد۔ قال ابن قدامۃ وھذا یدل علی انہ فرض بعد ان لم یکن مفروضا۔ (فقہ السنۃ

''رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور معمولی مبارک سے یہ بات بہرحال ثابت اور معروف ہے کہ آپ آخری قعدہ بیٹھ کر تشہد پڑھا کرتے تھے۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث ولکن قولوا التحیات للہ ارقام فرمانے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ روایت قعدہ اخیر کی رکنیت کی دلیل ہے۔''

۹سلام :۔

اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو تکبیر تحریمہ کی رکنیت کی بحث میں مرقوم ہے:

(عَن عَلِیٍّ رَضِیَ اللَّهَ عَنہُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: «مِفتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحرِیمُهَا التَّكبِیرُ، وَتَحلِیلُهَا التَّسلِیمُ» (رواہ احمد والشافعی وابوداؤد وابن ماجہ والترمذی وقال ھذا اصح شیئ فی الباب واحسن

''نماز کی چابی وضو، اس کا آغاز اللہ اکبر اور فراغت کا واحد ذریعہ دو طرفہ سلام ہے۔''

(۔ وعن عامر بن سعد عن ابیہ قال کنت أری النبی ﷺ یسلم عن یمینہ و عن یسارہ حتی یری بیاض خدہ۔ (رواہ احمد و مسلم والنسائی وابن ماجہ ۲

(۔ وعن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ فکان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قال الحافظ ابن حجر فی بلوغ المرام رواہ ابوداؤد باسناد صحیح۔ (فقہ السنۃ: ج ا ص ۳۱۱۹

''وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر آپ نے دائیں جانب چہرہ پھیر کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ فرمائے۔''

لیجئے جناب! یہ ہیں وہ ارکان الصلوۃ و فرائضہا جو کتاب اللہ العزیز اور احادیث صحیحہ حسنہ مرفوعہ، متصلہ غیر معللہ ولا شاذہ سے ثابت اور محقق ہیں۔ میں نے بتوفیق اللہ و حسن عونہ کوئی ایسا عمل اور رکن نہیں چھوڑا جو نماز کی ہیئت کذائی میں شامل ہو اور رسول اللہ ﷺ سے مروی اور منقول صفۃ الصلوۃ کا جزو اور حصہ ہو۔ لہٰذا معترض حضرات ان ارکان کے تناظر میں بنظر امعان حضرت مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ کی نماز کی ادائیگی کا جائزہ لے کر خود انصاف کریں کہ ان کا موقف کہاں تک درست ہے؟ جہاں تک اس ناچیز راقم السطور نے مولانا ممدوح کی نماز کی ہیئت کذائی کا معائنہ کیا ہے تو میں علی وجہ لبصیرت کہتا ہوں کہ مولانا کمزور تر ہے۔

آخر میں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ جس کی اپنی نماز ہو جاتی ہے اس کی اقتدا بالاتفاق جائز ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں بیٹھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کو جو نماز پڑھائی تھی وہ صحیح ادا نہیں ہوئی حالانکہ آپ نے قیام نہیں کیا تھا جو کہ نماز کا اعظم ترین رکن ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ